13853
9/1 عمر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات مفتیان کرام سے درج ذیل مسئلہ کا شرعی حل مطلوب ہے ۔ مکرر

اگر کوئی حنفی المسلک عالم ایسے شہر کی مسجد میں امامت کروائے جہاں اکثریت شوافع یا دوسرے مسلک کے لوگوں کی ہوں، جس کی وجہ سے حنفی امام کو مقتدیوں کے مذہب کی رعایت کرنی پڑتی ہو اور اپنے مسلک سے عدول کرنا پڑتا ہو مثلاً عصر کی نماز مثل اول پر پڑھنا، وتر دو سلام کے ساتھ پڑھنا، فجر میں قنوت نازلہ پڑھنا، سورہ فاتحہ کے بعد کچھ توقف کرنا وغیرہ تو دریافت طلب یہ ہے کہ اس طرح کسی حنفی امام کا دوسرے مسلک کے مطابق نماز کا پڑھانا اور وہاں مستقلاً بطور امام رہنا یہ درست ہے یا نہیں ؟؟

مدلل ومفصل جواب سے نوازیں ، جزاکم اللہ خیرا

المستفتی: محمد اکرم انڈیا

ای میل پر جواب مطلوب ہے۔

akramufiyaanhu@gmail.com

دار الافتاء
فتوی نمبر ۹/۱۹۸۶
مورخہ

۱۰ مئی 2018
23 شعبان المعظم ۱۴۳۹ ھ بروز جمعرات

موبائل نمبر 0091-9737216595

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں ۔۔)

جاری ہے۔۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداو مصلیا

حنفی مسلک امام کو کسی ایسی مسجد میں ہی امامت کروانی چاہیے جو حنفی مسلک کے لوگوں کی ہو تاکہ وہ حنفی طریقے سے نماز پڑھائے، لیکن اگر وہ کسی ایسی مسجد میں امام متعین ہوا جو شافعی مسلک لوگوں کی ہے اور اس مسجد کی انتظامیہ کمیٹی بھی شافعی مسلک حضرات کی ہے اور وہ حنفی امام کو شافعی مسلک کے مطابق نماز پڑھانے کا کہتے ہیں تو حنفی مسلک والے امام کو معذرت کردینی چاہیے اور اپنے مسلک کے مطابق ہی نماز پڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن اگر وہ اصرار کرتے ہوں اور شافعی مسلک کے مطابق نماز نہ پڑھانے کی صورت میں ملازمت جانے سے کسی فتنہ میں واقع ہونے کا قوی خطرہ ہو اور کوئی دوسری ملازمت یا ذریعہ معاش ملنے کی امید نہ ہونے کی وجہ سے معاشی تنگی کا قوی اندیشہ ہو، تو پھر حنفی امام مجبوراً اگر شافعی مسلک کے مطابق نماز پڑھائے تو اس شرط کے ساتھ گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ جن امور سے نماز فاسد ہوتی ہے یا جو امور ناجائز ہیں ان سے بچنے کا پورا پورا خیال رکھے اور انہیں مسائل میں دوسرے امام کا طریقہ اختیار کرے جن میں اولی اور افضل کا اختلاف ہے مثلاً سورت فاتحہ کے بعد طویل توقف نہ کرے بلکہ سورت فاتحہ کی ہر آیت پر وقف کرے اور اطمینان سے ٹھہرے تاکہ اس دوران شافعی مسلک والے مقتدی سورت فاتحہ پڑھ لیں، اسی طرح نمازِ فجر میں قنوت نازلہ پورا سال اس تاویل سے پڑھا سکتا ہے کہ اس وقت بالعموم مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور کئی مقامات پر مسلمان پر مصائب نازل ہیں، البتہ دو سلام کے ساتھ وتر نہیں پڑھا سکتا اس کے لیے طریقہ کار یہ اختیار کیا جاسکتا ہے کہ انہیں کے مسلک کے کسی فرد سے وتر کی جماعت کروالے، اس طریقے سے حنفی مسلک والا امام شافعی مسلک کی مسجد میں نماز پڑھا سکتا ہے۔(تبویب بتصرف ۱۹۶/۸۲۔۱۳۸/۸۸)

دار الافتاء

الجامع الصحيح سنن الترمذي (5/ 105)

عن أم سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقطع قراءته يقول { الحمد لله رب العالمين } ثم يقف { الرحمن الرحيم } ثم يقف وكان يقرؤها { ملك يوم الدين }...

فی تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي (15/ 222)

قوله: (يقطع قراءته) زاد في رواية أبي داود آية آيه أي يقف عند كل آية (يقرأ الحمد لله رب العالمين ثم يقف الرحمن الرحيم ثم يقف) هذا بيان لقوله يقطع قراءته...

فی الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (1/ 562)

ومخالف كشافعي؟لكن في وتر البحر إن تيقن المراعاة لم يكره، أو عدمها لم يصح، وإن شك كره

فی الرد تحته:

جاری ہے---

(قوله إن تيقن المراعاة لم يكره إلخ) أي المراعاة في الفرائض من شروط وأركان في تلك الصلاة وإن لم يراع الواجبات والسنن كما هو ظاهر سياق كلام البحر.

مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا؟

وظاهر كلام شرح المنية أيضا حيث قال: وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدي عليه الإجماع، إنما اختلف في الكراهة. اه- فقيد بالمفسد دون غيره كما ترى. وفي رسالة [الاهتداء في الاقتداء] لمنلا علي القارئ: ذهب عامة مشايخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا.

والمعنى أنه يجوز في المراعي بلا كراهة وفي غيره معها. ثم المواضع المهملة للمراعاة أن يتوضأ من الفصد والحجامة والقيء والرعاف ونحو ذلك، لا فيما هو سنة عنده مكروه عندنا؛ كرفع اليدين في الانتقالات، وجهر البسملة وإخفائها، فهذا وأمثاله لا يمكن فيه الخروج عن عهدة الخلاف، فكلهم يتبع مذهبه ولا يمنع مشربه اه-.

وفى البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (2/ 48)

(قوله لا الفجر) أي لا يتبع المؤتم الإمام القانت في صلاة الفجر وهذا عند أبي حنيفة ومحمد وقال أبو يوسف يتابعه لأنه تبع للإمام والقنوت مجتهد فيه ولهما أنه منسوخ..... قال في الهداية ودلت المسألة على جواز الاقتداء بالشفعوية وإذا علم المقتدي منه ما يزعم به فساد صلاته كالفصد وغيره لا يجزئه اه.............فصار الحاصل أن الاقتداء بالشافعي على ثلاثة أقسام الأول أن يعلم منه الاحتياط في مذهب الحنفي فلا كراهة في الاقتداء به الثاني أن يعلم منه عدمه فلا صحة لكن اختلفوا هل يشترط أن يعلم منه عدمه في خصوص ما يقتدي به أو في الجملة صحح في النهاية الأول وغيره اختار الثاني..........

والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ لہ
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۹/رمضان/۱۴۳۹ھ
4/جون/۲۰۱۸ء

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی
۲۰/۹/۱۴۳۹ھ

محمد رمضان غفرلہ ولوالدیہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۹/رمضان/۱۴۳۹ھ
۴/جون/۲۰۱۸ء

دارالافتاء
فتوی نمبر ۱۹۸۶/۹

الجواب صحیح
۲۰/۹/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
۲۰/۹/۱۴۳۹ھ